اختلاف کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس کے حقوق سے محروم نہ رکھا جائے

(خطبہ جمعہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے آلِ عمران کی آیت

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اٰل عمران:۱۰۴)

کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا:-

اُمت محمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ تاکیدی حکم فرمایا کہ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور پراگندہ مت ہو۔ حَبْلُ اللّٰہِ کے ایک معنے تو ان چیزوں کے یا ہدایت کے ان اصول کے ہیں جن پر کاربند ہو کر انسان کو وصالِ الٰہی اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اس لئے حبل اللہ سے مراد مفسرین کے نزدیک قرآنِ عظیم بھی ہے اور اس سے عقل سلیم کے اصول جو دراصل فطرت صحیحہ انسانیہ کے اصول ہیں وہ بھی مراد لئے گئے ہیں۔ اس معنے کے لحاظ سے یہ ارشاد ہے کہ قرآن کریم میں جو اصول ہدایت اور اصول شریعت بیان ہوئے ہیں۔ (یعنی جو اصول راہ راست پر چلنے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ودیعت کئے ہیں) وہ عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے مطابق بھی ہیں۔ اس لئے انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر وہ اس مقصد کے حصول میں کامیاب ہونا چاہتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے تو وہ شریعت اسلامیہ جو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم:۳۱) کے مطابق ہے۔ ان اصول شریعت یا اصولِ ہدایت کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارے۔

حبل اللّٰہ کے دوسرے معنے اللہ کے عہد کے لئے کئے گئے ہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ جو عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے یا جو عہد اللہ تعالیٰ نے باندھا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے کون سے عہد باندھے ہیں یا اس کے لئے کون سے میثاق قرار دیئے ہیں؟ قرآن کریم میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔اس وقت مَیں صرف ایک بات لے کر اس پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

’’مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ‘‘(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ) میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے۔حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

جو شخص ہماری نماز جیسی نماز پڑھے یعنی جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں ویسے ہی وہ نماز پڑھ رہا ہو اور قبلہ رُخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہو اور ہمارے ذبیحہ کو کھا رہا ہو اور جو چیزیں کھانے کے لحاظ سے حرام ہیں ان سے بچنے والا ہو تو ذٰلِکَ الْمُسْلِمُ۔ یہ وہ مسلمان ہے (آگے یہ نہیں فرمایا کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے کیونکہ اور بہت ساری شرائط ہیں مثلاً نیت کا تعلق۔ احسان فی العمل کا تعلق ہے انسان پوری شرائط اور انتہائی جدوجہد کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو خوش اسلوبی سے انجام دینے والا ہو، وہ اور چیزیں ہیں یہاں یہ فرمایا یہ وہ مسلمان ہے) جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی امان اور حفاظت میں ہے پس اے مسلمانو! جو عہد اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان باندھا ہے کہ تم ہر ایسے شخص کو(محولہ بالا حدیث کی رو سے) مسلمان سمجھتے ہوئے اس کے سیاسی اور معاشرتی حقوق کو ادا کرو گے، اس عہد کو نہیں توڑنا۔غرض ’’وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا‘‘(آل عمران:۱۰۴) میں ایک اصولی بات بتائی تھی اس کی بہت سی تفسیریں کی گئی ہیں ایک تفسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے اور قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرتا ہے۔ویسے ہم ہر دعا کے وقت قبلہ رخ نہیں ہوتے مثلاً عید کی نماز ہے یا خطبہ جمعہ میں بھی امام دعائیں کر رہا ہوتا ہے حالانکہ اس وقت قبلہ کی طرف اس کی پشت ہوتی ہے۔اس کی روح تو قبلۂ حاجات کی طرف ہی

متوجہ ہوتی ہے لیکن اس کا چہرہ دوسری طرف ہوتا ہے اور پشت قبلہ کی طرف ہوتی ہے لیکن نماز ادا کرتے وقت ہم قبلہ رُخ ہوتے ہیں۔

اس میں میرے نزدیک ایک بڑا ہی لطیف اشارہ بھی ہے مسلمانوں میں کئی فرقے پیدا ہوگئے ہم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں لیکن بعض لوگ مثلاً مالکی اور غالباً شافعی بھی نماز کے وقت ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں البتہ ایک مسلمان ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر پڑھ رہا ہے اس کا رُخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے۔

پس اِسۡتَقۡبَلَ قِبۡلَتَنَا میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ادائیگی نماز میں بھی اُمت میں اختلاف ہوسکتا ہے اور بعض دیگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے لیکن ادائیگی نماز میں بنیادی چیز یہ ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ ہو جس کا قبلہ کی طرف رُخ ہے اسے تم یہ کہہ کر مسلمان کے حقوق سے محروم نہیں کر سکتے کہ تم نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی یا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی۔ جہاں جس کا زور ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ تم ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہو یا چونکہ (دوسری جگہ کوئی کہے) تم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو اس لئے تمہیں مسلمانوں کے حقوق سے محروم کیا جائے گا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ جس نے قبلہ رُخ ہوکر نماز ادا کی، ہاتھ باندھا یا چھوڑا، اس کے حقوق ایک مسلمان کے حقوق ہیں، یہ ادا ہونے چاہئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ایک عہد باندھا ہے اور اسی کی طرف حدیث کے شارحین کی توجہ گئی ہے کہ یہ ایک عہد ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر ڈالی ہے شارحین نے یہ لکھا ہے کہ (جو شخص محولہ بالا حدیث کی رو سے مسلمان کہلاتا ہے) وہ خدائی حفاظت اور امان میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم نے اس کی جان کی بھی حفاظت کرنی ہے تم نے اس کے مال کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ تم نے اس کی عزت کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک شخص نماز مسلمانوں والی ادا کرتا ہے اور قبلہ رُخ ہوکر نماز ادا کرتا ہے اور ذبیحہ کھاتا ہے اور غیر ذبیحہ سے پرہیز کرتا ہے، تم اپنی طرف سے کچھ اصول بنا کر اسے گالیاں دینے لگ جاتے ہو۔ خدا معلوم گندہ دہانی مسلمانوں کے ایک گروہ میں کہاں سے آگھسی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ گندی زبان اور فحش کلامی سے ثواب حاصل ہوتا ہے حالانکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس حدیث میں فرمایا ہے جس کی شارحین نے بڑی وضاحت سے یہ تشریح کی ہے کہ ہر وہ شخص جو نماز مسلمانوں کی قبلہ رُخ ہو کر پڑھنے والا اور ہماری طرح ذبیحہ کھانے والا ہے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ سے یہ عہد لیا ہے کہ اس کی جان اور مال اور عزت کی حفاظت کی جائیگی اور جو شخص اس کی جان اور مال اور عزت کی حفاظت نہیں کرتا۔ وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور آپ کے اسوہ اور قرآن کریم کی ہدایت کے خلاف کرتا ہے آپ نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے کہ یہ اللہ کا عہد ہے اس کو نہ توڑنا ورنہ کیا ہوگا؟ آگے کچھ نہیں فرمایا کیونکہ ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عہد توڑتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جو معاملہ کرتا ہے وہ مالک ہے۔ انسان کو تو لرزاں اور ترساں اپنی زندگی کے دن گزارنے چاہئیں۔

شارحین نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ میں ذِمَّةُ اللّٰهِ اور ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ کے معنی یہ ہیں کہ ’’اَمَانُهُمَا وَعَهْدُهُمَا‘‘ یعنی ایسا انسان اللہ تعالیٰ اور رسول کی حفاظت اور امان میں اور اللہ تعالیٰ اور رسول نے جو عہد کیا ہے اس عہد کے اندر آجاتا ہے۔ پھر فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ لَاتَخُوْنُوا اللّٰهَ فِيْ عَهْدِهٖ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک عہد باندھ دیا ہے اس میں خیانت نہیں کرنی اور فَلَا تَتَعَرَّضُوْا فِیْ حَقِّهٖ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۴ جلد ۱) جو حق اس کا قائم کیا گیا ہے۔ اس میں تعرض نہیں کرنا اور اس کو ضائع کر کے فساد کے حالات نہیں پیدا کرنے۔ علاوہ ازیں اس کے یہ بھی معنے ہیں کہ ’’مِنْ مَالِهٖ وَدَمِهٖ وَعِرْضِهٖ‘‘ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۴ جلد ۱) یعنی اس کے مال کی حفاظت بھی اور اس کی جان کی حفاظت بھی اور اس کی عزت کی حفاظت بھی تمہارے ذمہ ہے۔

پس وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (آل عمران: ۱۰۴) میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی ہی حسین اور وسیع تعلیم دی ہے اور اگر امتِ مسلمہ اس پر عمل کرے اور یہی خدا اور اس کا رسول چاہتے ہیں تو پھر ایک ایسی حسین فضا اور معاشرہ پیدا ہوتا ہے جس کے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ’’اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ‘‘ بھائی بھائی میں اختلاف ہوتا ہے میاں بیوی میں اختلاف ہوتا ہے ماں بیٹی میں اختلاف ہوتا ہے باپ بیٹے میں اختلاف ہوتا ہے

خدا تعالیٰ نے اپنی ہر خلق میں اپنی ایک شان ظاہر کی ہے کثرتِ مزاجِ انسانی وحدتِ خالقِ انسانی ثابت کرتی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمہاری طبیعتوں، مزاج اور عادات کے اندر اختلاف تو ہوتا ہے مثلاً کھانے میں ہزار اختلاف ہوتا ہے جس خاندان میں کھانے والے افراد زیادہ ہوں وہاں بڑی مشکل پڑ جاتی ہے اور کئی دفعہ بعض ناسمجھوں کو اعتراض کا موقعہ بھی مل جاتا ہے مثلاً ایک زمانے میں (خدا کرے اب بھی جماعت اس طرف متوجہ ہو) ایک کھانے کا حکم تھا اب جہاں دس بچے ہوں وہاں بعض کی پسند اور ہوتی ہے اور بعض کی اور چنانچہ اس حکم کی رو سے ہر شخص کھائے گا تو ایک ہی کھانا لیکن گھر میں کھانے ایک سے زائد پکیں گے مثلاً میں بینگن نہیں کھاتا، اب یہ جو بچپن کی عادت ہے (اس وقت تو جوانی کی عمر تھی جب یہ ایک کھانے کا حکم ہوا تھا) اس کی وجہ سے گھر میں صرف بینگن نہیں پک سکتا یعنی اگر مجھے بھی گھر والوں نے کھانا دینا ہے تو وہ صرف بینگن نہیں پکا سکتے انہیں کچھ اور بھی پکانا پڑے گا میرا ایک بیٹا ہے وہ گوشت نہیں کھاتا اور اس کے لئے ہمیں آلو اور اس قسم کی کوئی دوسری چیز تیار کرنی پڑتی ہے بعض دفعہ تین تین چیزیں ایسی ہو جاتی ہیں کیونکہ خاندان کا کچھ حصہ ایک چیز نہیں کھاتا، دوسرا ایک اور چیز نہیں کھاتا، اور تیسرا کوئی اور چیز نہیں کھاتا البتہ ہر ایک آدمی ایک چیز کھا رہا ہوتا ہے لیکن جو آدمی باہر سے آئے وہ یہی کہے گا کہ تمہارے دستر خوان پر تین قسم کے کھانے رکھے ہوئے ہیں تفصیل کا اسے علم نہیں ہوگا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدظنی میں نہ پڑو۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عادتوں کے لحاظ سے بھی اختلاف پیدا ہوگا اور بعض لوگوں کو میرے بعض احکام اور حدیثیں ملیں گی اور بعض کو دوسری ملیں گی یہ جو فقہی اختلافات ہیں یہ زیادہ تر اسی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن اس اختلاف کے نتیجہ میں امت میں زحمت نہیں ظاہر ہونی چاہئے بلکہ رحمت ظاہر ہونی چاہئے اور وہ رحمت تبھی ظاہر ہوسکتی ہے کہ سارے مسلمان متحد اور ایک جان ہو جائیں اور خدا اور اس کے رسول کے عاشق، فدائی اور جان نثار بن جائیں یہ ایک بڑا عجیب سبق ہے جو امتِ محمدیہ کو اختلافات کے بدنتائج سے بچنے کے لئے دیا گیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا نہ شروع کر دینا، ایک دوسرے کے اموال کو اپنے اوپر جائز نہ قرار دے دینا، خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے

لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تم ایک فتویٰ دے کر ناجائز کو جائز قرار نہیں دے سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اور میرا رسول ان کی عزتوں کے محافظ ہیں۔ تم اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کسی کی بے عزتی نہ کرنا۔

اب پچھلے الیکشن کے دنوں میں بدزبانی نے کسی کو نہیں چھوڑا ان لوگوں پر بھی حملے کئے گئے جو بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے اور ان کی بیویوں اور بچوں کو بھی بدزبانی کا نشانہ بنایا گیا ہم دکھ میں پڑے رہتے تھے اور دعائیں کرتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرفِ انسانی کا حسین پیغام لائے تھے۔ آپ نے عزتِ نفس انسانی کو قائم کیا تھا لیکن لوگ اس کو بھول گئے اور ایک دوسرے کو گالیاں دینی شروع کر دیں اتہام لگانے شروع کر دیئے وہ باتیں کہنی شروع کیں کہ ایک مسلمان کے منہ سے تو کیا ایک شریف غیر مسلم انسان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتیں۔ ہمارے پاس سوائے دعا کے اور کوئی چارہ نہ تھا اللہ تعالیٰ سے جتنی توفیق ملی دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

اس وقت انتخابات کا جو نتیجہ نکلا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ قوم ایک حد تک سیاست کے آخری مقصد کے حصول کے لئے قدم اٹھا چکی ہے۔ الیکشن ہوئے، پھر مارشل لاء کے قانونی فریم ورک کے مطابق کانسٹی ٹیوشن یعنی دستور بنے گا۔ پھر ہمارے صدر صاحب اگر دیکھیں گے کہ قوم میں فساد نہیں پیدا ہوتا یا قوم کی یک جہتی اور اتحاد کے خلاف نہیں تو وہ اس کو منظور کریں گے پھر سیاسی حقوق کا انتقال ہوگا۔ پھر اسمبلیاں بنیں گی جنہیں لیجسلیچر (Legislature) کہتے ہیں اور پھر یہ اسمبلیاں قوانین وضع کریں گی اور مختلف پارٹیاں جو حکومت بنائیں گی وہ اپنے اپنے پروگرام کے مطابق سکیمیں سوچیں گی اور قوانین بنائیں گی۔ بہرحال یہ تو ایک لمبا عمل ہے البتہ ایک قدم عوام کے سیاسی حقوق کو قائم کرنے کی طرف اٹھایا گیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز پرانے تجربہ کار سیاستدانوں کی نظر سے اوجھل تھی اور جس کے نتیجہ میں انہیں شکست اٹھانی پڑی وہ یہ تھی کہ پچھلے ۲۳ سال میں (جو پارٹیشن یعنی تقسیم ملک کے بعد ہماری قوم نے گزارے ہیں) ہر سال ووٹروں کا ایک نیا گروہ ووٹروں کی لسٹ میں شامل ہوتا تھا۔ ہر سال ۲۰ سال سے ۲۱ سال کی عمر کو پانے والا ووٹروں کی لسٹ میں آ جاتا تھا، اس قسم

کے ۲۳ نئے گروہ ووٹروں کی فہرست میں شامل ہوئے لیکن اس ۲۳ سال کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی ان کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقعہ نہیں ملا کیونکہ عام رائے دہی کے اصول پر اس سے پہلے انتخاب نہیں ہوئے اب یہ ۲۳ سال کا جو مجموعی گروہ ووٹروں کے حقوق حاصل کرنے والا اور ووٹروں کی فہرست میں داخل ہونے والا ہے یہ تھوڑا نہیں ہے میرے عام اندازے کے مطابق ووٹروں کا ۴۰ فیصد ایسا ہے جو اس ۲۳ سال میں ووٹ دینے کی عمر کو پہنچ کر ووٹر بنا اور جس نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک بڑی طاقت ہے جیسا کہ پہلے سیاستدانوں نے ان کو حقوق کی ادائیگی میں چھوڑ دیا تھا اور ان کی طرف توجہ نہیں کی گئی تھی اسی طرح اب بھی انہوں نے ان کی نبض پر اپنی انگلیاں نہیں رکھیں۔ ان کو پتہ نہیں تھا یہ اس بات کو بھولے ہوئے تھے کہ اس ۲۳ سال کے عرصہ میں سیاست کے اندر ایک ایسا گروہ آ گیا ہے (جو میرے اندازے کے مطابق ۴۰ فیصد ہے) جسے ووٹ دینے کا پہلی دفعہ موقعہ ملا۔

چنانچہ سیاستدان پرانی ڈگر پر چل رہے تھے مگر اس نئے گروہ نے جسے میرے نزدیک YOUNG PAKISTAN (ینگ پاکستان) یعنی نوجوان پاکستان کہنا چاہئے، اس نوجوان پاکستان نے یہ فیصلہ دیا وہ مذہبی اختلافات کے نتیجہ میں کسی کو لڑنے نہیں دیں گے، یہ ایک ہی عظیم فیصلہ ہے جو نوجوان پاکستان نے دیا ہے کوئی پندرہ بیس قومی اسمبلی کے امیدواروں کو احمدی کہہ کر ان کی مخالفت کی گئی مگر ان میں سے ایک نے بھی شکست نہیں کھائی۔

یہ فیصلہ تھا اس نوجوان پاکستان کا کہ تم مذہب میں الجھا کر ہمارے جائز حقوق سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہو ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اسلام نے ہمارے جو حقوق قائم کئے ہیں وہ ہمیں ملنے چاہئیں اور اب پہلے کی طرح کوئی مذہبی اختلاف اس راستے میں حائل نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں پانچ احمدی کامیاب ہوئے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جو ہمارے سب سے زیادہ مخالف تھے۔ میں ان کا نام نہیں لیتا۔ انہوں نے ہماری مخالفت میں بڑا زور لگایا تھا۔ انہوں نے مذہب کے نام پر اسلام کے نام پر فتنہ وفساد کی ایک آگ بھڑکا دی تھی انہوں نے دکان بڑی سجائی تھی۔ بہت سارے لوگ اس دُکان کو، اس Show Window (شوونڈو) کو دیکھ کر سمجھتے تھے کہ اب پتہ نہیں کیا ہوجائے گا۔ کئی احمدی دوست میرے پاس بڑے گھبرائے

ہوئے آتے تھے مگر میں ان کو سمجھا تا تھا کہ کیا ہو جائے گا؟ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ پنجاب میں ان سارے لوگوں میں سے ہارے ہوئے اور ایک جیتے ہوئے کے ووٹ ملا کر چورانوے ہزار بنتے ہیں۔اس کے مقابلے میں ہمارے پانچ جیتنے والے دوستوں میں سے تین نے ایک لاکھ سے زائد ووٹ لئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کیونکہ جماعت احمدیہ کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ تو تعلق اتحاد نہیں رکھتی کسی ایک پارٹی کے ساتھ ہمارا الحاق نہیں ہوسکتا تھا ہمارے خلاف جھوٹ بھی بولے گئے یہ سب کچھ کہا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ بعض جگہ احمدیوں نے کہا کہ ہمارا کنونشن لیگ کے ساتھ تعلق ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے تم ان کو ووٹ دو۔ خواہ یہ ہاریں یا جیتیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض قیوم لیگ سے تعلق رکھنے والے آئے۔ وہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتے تھے ہماری جماعت کا خیال رکھتے تھے شریف آدمیوں سے یہ دنیا بسی ہوئی ہے وہاں مقامی جماعت احمدیہ نے کہا کہ ہم ان کو ووٹ دینا چاہتے ہیں ہم نے کہا ٹھیک ہے سیاست میں تو کوئی حکم نہیں چلے گا۔ تمہارے ساتھ تعلق رکھتے تھے، تم اگر ان کو ووٹ دینا چاہتے ہو تو ان کو ووٹ دے دو اسی طرح بہت سارے آزاد ممبر آئے، ان کا ہمارے ساتھ تعلق تھا نہ پیپلز پارٹی نے ان کو ٹکٹ دیا تھا، اور نہ کسی اور پارٹی نے ان کو ٹکٹ دیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی آئے ہم نے کہا ٹھیک ہے مقامی جماعتیں اگر تمہارے ساتھ ہیں تو وہ تمہیں ووٹ دے دیں گے۔

پس احمدیوں کے ووٹ مختلف سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہوگئے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو پارٹی زیادہ صاحب فراست نکلی۔ اس نے اپنے تدبر سے احمدیوں سے زیادہ خدمت لے لی۔ یہ بھی اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہمارا کسی ایک پارٹی کیساتھ الحاق ہے۔

غرض جو پارٹی اس وقت سب سے زیادہ کامیاب ہوئی ہے اور جس نے ہم سے سب سے زیادہ خدمت لی ہے اور ووٹ لئے ہیں اس کے متعلق دوسروں کا خیال ہے (میرا جو خیال ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ مجھے بعض رپورٹیں لاہور سے آئی ہیں کہ اب) وہ کہتے ہیں کہ یہ (پیپلز پارٹی والے) اس واسطے جیت گئے کہ پندرہ لاکھ احمدی ووٹر اُن کے ساتھ شامل ہوگیا تھا۔ ہم نے کہیں مردم شماری نہیں کروائی اس واسطے کہہ نہیں سکتے کہ پندرہ لاکھ احمدی ووٹر تھے

لیکن احمدی اور احمدیوں کے دوست اور تعلق رکھنے والے ووٹر جو اس پارٹی کو ملے وہ میرے اندازے کے مطابق پندرہ لاکھ نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔

ان مہینوں میں جو پیچھے گزرے ہیں، لوگوں میں جوش بھی تھا غلط باتیں بھی ہو رہی تھیں اور اس عہد کو توڑا بھی جارہا تھا جو خدا نے اپنے بندوں یا امت مسلمہ سے لیا تھا۔ کہ دیکھو! معمولی معمولی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی حقوق سے محروم نہ کرنا۔ ورنہ اس کے نتیجہ میں رحمت نہیں پیدا ہوگی۔ میرے پاس جو لوگ آتے تھے۔ میں ان کو سمجھاتا تھا کہ دیکھو! ہم ایک غریب جماعت ہیں دنیوی لحاظ سے ایک بے سہارا جماعت، ایک ایسی جماعت کہ جو ہزار کے مقابلے میں اگر ایک پتھر پھینکنے کی طاقت رکھتی ہے تو وہ بھی نہیں پھینک سکتی، کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پتھر کا جواب پتھر سے نہیں دینا۔ اگر کروڑ گالیاں بھی ہمیں دی جاتی ہیں تو اگر کوئی نوجوان جوش میں آکر ایک گالی اس کروڑ کے مقابلہ میں دینا چاہتا ہے تو اس کے دماغ میں یہ بات مسلّط ہو جاتی ہے کہ ہمارے امام اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا کہ گالیاں سُن کر دعا دو اس کی زبان پر ایک بات آتی ہے، وہیں رُک جاتی ہے وہ اپنے مونہہ سے نہیں نکالتا۔

ان تمام حالات کے باوجود ۸۰ سالہ گالیوں اور ۸۰ سالہ کفر کے فتووں نے نہ ہمارے چہروں سے مسکراہٹیں چھینیں اور نہ ہم سے قوتِ احسان کو چھینا۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے اور مسکراتے ہوئے اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ کوئی شخص خواہ وہ ساری عمر گالیاں دیتا رہا۔ جب بھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر آیا تو خالی ہاتھ واپس نہیں گیا۔ یہ قوتِ احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ یہ اس کا بڑا فضل ہے انسان خود اس قوت کو پیدا نہیں کرسکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ نے قوتِ احسان کو پیدا کیا ہے غرض جو آدمی آتا ہے اگر اس کا کام جائز ہو تو وہ کر دیا جاتا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ دو دن پہلے اس نے ہمیں نہایت گندی گالیاں دی تھیں اور اسی طرح اس نے ساری عمر گالیاں دینے میں گزار دی اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ناجائز طور پر احمدیوں کو نقصان پہنچانے میں اگر کامیاب بھی ہو گیا تو کوئی بات نہیں۔ دنیوی لحاظ

سے ابتلاء بھی آتا ہے ہم یہ نہیں دیکھتے صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو وہ ہم سے تعلق رکھنے والا ہے یا ہماری مخالفت کرنے والا ہے اس کو ہم خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے۔ ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔

پس اس قسم کی ۸۰ سالہ مخالفت جو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری نہیں تھی، اس کے نتیجہ میں بھی نہ ہماری مسکراہٹیں چھینی گئیں اور نہ ہم سے قوت احسان چھینی گئی۔ اب جس آدمی کے ساتھ آپ پیار کا اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں یا جس کے ساتھ آپ ہمدردی اور غمخواری کرتے ہیں۔ وقت پر اس کے کام آتے ہیں۔ مصیبت کے وقت اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو وہ سمجھتا ہے کہ اعتقاداً ہم ایک نہیں لیکن ہمارے دل ایک ہی قسم کی حرکت کر رہے ہیں اس طرح وہ دو نہیں، ایک ہو جاتے ہیں جس وقت ایسے وقت آتے ہیں تو اگر وہ دلیر ہیں اور اگر ان کے حالات اس کی اجازت دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں جدھر تم جاؤ گے ادھر ہم جائیں گے لیکن اگر ان کے حالات اجازت نہ دیں تو وہ ہمارے کان میں آ کر کہتے ہیں تم فکر نہ کرو ہم جائیں گے تو اس راستے سے مگر ووٹ تمہیں دیں گے پس ہماری قوتِ احسان اور ہمارے پیار اور ہماری محبت کے نتیجہ میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہمارا ساتھ دیتے ہیں اس لئے صرف احمدی ووٹ نہیں بلکہ جس حلقے میں بھی جدھر احمدی گیا وہ اپنے ساتھ دُگنے تگنے ووٹ لے کر گیا۔

بعض عقلمندوں کو الیکشن سے پہلے یہ نکتہ سمجھ آ گیا تھا چنانچہ گجرات سے ہمارے ایک دوست آئے وہ احمدی نہیں تھے کہنے لگے کہ آپ میری مدد کریں وہ خود ہی کہنے لگے کہ میرے حلقہ انتخاب میں سات ہزار احمدی ووٹ ہے اور میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ۲۵۔۳۰ ہزار ووٹ آپ کے ہیں جدھر یہ سات ہزار جائے گا ادھر ہی یہ ۲۵۔۳۰ ہزار ووٹ بھی ساتھ جائے گا اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد کریں۔ میں بڑا خوش ہوا۔ میں نے اس سے کہا میں اس لئے خوش ہوں کہ جو چیز بہت سے لوگوں کے سامنے نہیں آئی اور وہ سوچتے نہیں وہ تمہارے دماغ میں آ گئی ہے خیر اللہ تعالیٰ نے وہاں کی جماعت کو اس کے لئے کام کرنے کی توفیق دی اور وہ انتخاب میں کامیاب ہو گیا حالانکہ اس کا بڑا سخت مقابلہ تھا ایک بڑا ہی ظالم قسم کا آدمی

اس کے خلاف کھڑا تھا جو لوگوں کے حقوق مارنے والا تھا اور اس نے بڑی دھمکیاں دیں (احمدیوں کو نہیں، احمدی تو دھمکی کی پرواہ نہیں کرتے) اور دوسرے ووٹروں کو اس نے بہت ستایا، بہت کچھ کیا، لیکن کامیاب نہیں ہوسکا غرض احمدیوں کے شامل ہونے سے اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو طبیب اپنے مریض کے لئے دعا نہیں کرتا وہ بڑا ظالم ہے تو جو ووٹر احمدی ہے جس کے حق میں اس نے ووٹ ڈالنا ہے اگر وہ اس کے حق میں دعا نہیں کر رہا تو وہ بھی ظالم ہے کیونکہ اصل چیز تو دعا ہے اس کے فضل کے بغیر تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

کئی ناسمجھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو دعا کا فلسفہ ہی نہیں آتا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میری مدد کریں میرے آپ کے ساتھ بہت تعلقات ہیں میں نے کہا بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ٹھیک ہے تم نے جماعت سے تعلقات بھی رکھے ہونگے لیکن اب ہم وعدہ کر چکے ہیں تم دیر بعد آئے ہو ورنہ اگر تم پہلے آجاتے تو تمہاری مدد کر دیتے وہ کہنے لگا کہ اچھا اگر اس سے مدد کا وعدہ کر دیا ہے تو میرے لئے دعا کریں میں نے کہا دعا اور عمل اکٹھے چلیں گے آپس میں ان کا تصادم کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن چونکہ وہ دعا کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اسلام کی روح سے واقف نہیں ہوتے اسلئے اس قسم کے خیالات دماغ میں آتے ہیں اور ان کا اظہار کر جاتے ہیں۔

پس جہاں احمدی ووٹ جائے گا وہاں احمدی کی دعائیں بھی اسی راستے پر چل رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کریں گی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسی ناممکن باتیں ممکن بنا دی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے جو لوگ ہماری مخالفت کرتے رہے ناجائز طور پر ہمیں تنگ کرتے رہے ڈراتے دھمکاتے رہے ان کے متعلق میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ ان کو شکست ہو اور میں ان کی شکست کے لئے دعائیں بھی کرتا تھا چنانچہ جب ان کے خلاف کھڑے ہونے والوں سے جماعتوں نے وعدہ بھی کر لیا لیکن جب میں کہوں تم زور لگاؤ کہ اس قسم کے کسی شخص کو کامیاب نہیں ہونا چاہئے تو دوست کہیں کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا یہ تو بڑا مضبوط

ہے یہ تو بڑے اثر ورسوخ والا ہے اس نے تو بڑے بڑے قاتل اور خونخوار قسم کے ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں انہوں نے فلاں جگہ تو اعلان کر دیا ہے کہ جو انہیں ووٹ نہیں دے گا۔ اسے وہ شُوٹ کر دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ

یہ باتیں صحیح تھیں یا غلط بہرحال لوگ مجھے آ کر ایسی باتیں سناتے رہتے تھے لیکن ان کا پتہ ہی نہیں لگا کہاں گئے؟ اس واسطے کہ اصل کامیابی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کسی کو ابتلا اور امتحان میں ڈالتا ہے اور اسے دنیوی کامیابی دے دیتا ہے یعنی دنیا کی ہر کامیابی اللہ تعالیٰ کا فضل اور برکت اور رحمت شمار نہیں ہوسکتی قران کریم نے اس کا ذکر فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس کا ذکر موجود ہے یعنی کبھی انعام اور اصطفاء کے طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے کبھی ابتلاء کے طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے لیکن اس میں بھی ہمارے لئے رحمت پوشیدہ ہوتی ہے البتہ جو انعام اصطفٰی کے طور پر یعنی اپنی محبت اور قرب کے اظہار کے طور پر وہ جماعت احمدیہ پر نازل کرتا اور ان سے پیار کرتا ہے اس کا تو شمار ہی کوئی نہیں! اس لیے بہت الحمدللہ پڑھو اور اپنے رب کے حضور گرو اور اس سے کہو کہ ہم تیرے ناچیز بندے ہیں تیرے فضلوں کا شمار نہیں ہے ہماری زبانیں، ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ شکر ادا کرنا چاہے تو شکر ادا نہیں کرسکتا اور یہ دعا بھی کرو کہ اے اللہ! تو نے اپنے بندوں کے لئے بہتری کے کچھ سامان پیدا کرنے شروع کئے ہیں وہ مظلوم اور محروم جو ہر طرف سے دھتکارے ہوئے اور ذلیل سمجھے جانے والے اور حقیر کہلانے والے جنہیں لوگ عوام کہتے ہیں یہ تیرے بندے اب اپنی عزت کے راستے پر قدم اٹھانے لگ گئے ہیں تو ایسی تدبیر کر آسمانوں سے اور ایسا حکم نازل کر کہ یہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جائیں اور وہ حسین معاشرہ جو اسلام کا معاشرہ ہے، جو دنیا کی کسی اور قوم کے دماغ میں بھی نہیں آ سکتا تھا وہ معاشرہ قائم ہوجائے اور ہر مظلوم ظلم سے نجات اور چھٹکارا حاصل کرے اور ہر محروم کو خواہ وہ مانگے یا مانگنے سے بھی محروم ہو اس کے حقوق اسے مل جائیں، اقتصادی بھی اور عزتِ نفس کے لحاظ سے بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آپ میں سے جو امیر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے وہ اس چیز کو نہ

بھولیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تمہارے پاس آتا ہے تم اس کی عزت اور احترام کرو، خواہ وہ بہترین لباس میں ملبوس ہو کر تمہارے پاس آئے یا چیتھڑوں میں لپٹا ہوا تمہارے پاس آئے کیونکہ وہ ایک انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اسکی عزت ہے۔ تمہاری نگاہ میں وہ چیز نہیں ہونی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہیں ہے تمہاری نگاہ میں بھی وہی چیز ہونی چاہئے جو تمہارے پیدا کرنے والے رب کی نگاہ میں ہے۔ اس لئے ہر ایک کے ساتھ پیار اور محبت اور عزت اور احترام کیساتھ ملو اور کوئی جتنا کسی کا بھلا کرسکتا ہے اتنا بھلا کرے۔ ”لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا“ اس کے بعد پھر گرفت نہیں ہے لیکن اگر آپ ایک دھیلے کی بھلائی کر سکتے ہیں اور وہ نہیں کرتے (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے) تو خدا تعالیٰ کا شدید غضب صرف ایک دھیلے کی بھلائی نہ کرنے کی وجہ سے نازل ہوسکتا ہے۔ پس لرزاں و ترساں اور خوف کے ساتھ اس جذبہ کے ساتھ اور محبت ذاتیہ کے ساتھ (کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں مل جائے) جماعت اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے۔ اب اسلام کی نو بہار کا زمانہ آ گیا ہے (اس پر تو میں انشاء اللہ جلسہ سالانہ کی کسی تقریر میں زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالوں گا) اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا اسلام کی نو بہار دیکھے اور جس طرح بنی نوع انسان نے اس رحمتہ اللعالمین کی رحمت سے پہلے زمانے میں، اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں فائدہ اٹھایا اور حصہ لیا تھا اسی طرح اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کے وقت جو احمدیت کے روپ میں دنیا دیکھ رہی ہے، ساری دنیا ایک ہو کر اسلام کے حسن و احسان کے جلوے دیکھنے والی ہو۔ پس آپ دعاؤں میں وقت گزاریں جلسہ سالانہ کے لئے دعائیں کریں مخالف تو اپنی تدبیریں سوچتا اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور جماعت کے ہر فرد کو اور جماعت کو بحیثیت مجموعی محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے حفاظت کے لئے آسمانوں سے اتنی تعداد میں اتار دے جتنی تعداد میں اس وقت مجموعی طور پر جماعت کو ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ اللّٰھم اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲؍جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۳ تا ۸)